پاکستان: موجودہ تناظر میں مذہب کا کردار

[۲۵-۲۶ نومبر ۱۹۹۶ء کو کرسچین سٹڈی سنٹر (راولپنڈی) نے پاکستان کے موجودہ تناظر میں مذہب کے کردار کے موضوع پر سیمینار کا اہتمام کیا۔ سیمینار میں منتخب چالیس افراد نے شرکت کی۔ شرکاء میں مسلمان مندوبین کے ساتھ مسیحی برادری کے مختلف مکاتب فکر کو نمائندگی حاصل تھی۔ سیمینار میں پیش کردہ مقالات میں شرکاء نے بھرپور دلچسپی کا اظہار کیا۔ ذیل میں سیمینار کے اختتام پر جاری کردہ انگریزی اعلامیے کا اُردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر]

کرسچین سٹڈی سنٹر اور "کونریڈ ایڈنارر سٹف ٹنگ" (Konrad Adenaurer Stiftung) کے زیر اہتمام "پاکستان کے موجودہ تناظر میں مذہب کے کردار" کے موضوع پر منعقدہ سیمینار (راولپنڈی: ۲۵-۲۶ نومبر ۱۹۹۶ء) کے ہم ۴۰ مسلمان اور مسیحی شرکاء مذہب کو اس صورت میں ایک خطرہ محسوس کرتے ہیں، جب لوگوں کو نظریے اور عقیدے کی بنیاد پر باہم تقسیم کرنے کے لیے اسے استعمال کیا جاتا ہے، مگر ہمارے نزدیک مذہب میں اُمید کی جھلک بھی ہے۔ یہ لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور تعصبات دور کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ ہمیں اپنی آراء و افکار کے اختلافات کا احساس ہے جو ہماری تاریخ، مختلف مذہبی پس منظر، اٹھان، نیز سماجی اور ثقافتی ماحول پر مبنی ہیں۔

ہم ملک کے اندر اور باہر بڑھتی ہوئی مذہبی عدم رواداری کی مذمّت کرتے ہیں۔ جنوبی ایشیا کا خطّہ مذہبی تنازعات کی پرورش گاہ بن گیا ہے۔ فرقہ واریت، نسلیّت اور مذہبی انتہا پسندی نے لوگوں کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں اور تشدّد کا راستہ اختیار کر رہے ہیں۔ ہم تشدد کی ہر شکل کی مذمّت کرتے ہیں اور یہ تہیہ کیے ہوئے ہیں کہ امن اور عدم تشدّد کے علمبردار ہوں گے۔ ہم مذہبی جنون کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں، چاہے اس کی کوئی شکل ہو یا کسی بھی مذہب کے حوالے سے ہو۔

آج زندگی کے ہر شعبے میں چیلنج درپیش ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دُنیا بھر کے لوگوں پر واضح نہیں کہ وہ کیا رخ اختیار کریں، کس سے رجوع کریں اور مسائل کیسے حل کریں۔ مذہب جو بالعموم لوگوں کی توقعات — بنی نوع انسان کی اہم ترین توقعات — پر پورا اترتا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج اِس

کا دامن خالی ہے۔ چیلنج بہت ہی گھمبیر ہیں۔ مذہبی فرقہ واریت، نسلی و لسانی تنازعات، تشدّد، جمہوریت کی بر قراری، جاگیرداری اور بنیادی ضروریات کی عدم دستیابی چند ایک چیلنج ہیں، تاہم مسلم اور مسیحی پس منظر رکھنے والے ہم پختہ ایمان و یقین کے مالک افراد یہ رائے رکھتے ہیں کہ مذاہب کے اندر ان پیش آمدہ چیلنجوں کا سامنا کرنے اور مشکلات پر قابو پانے کی خداداد طاقت موجود ہے۔ مذاہب انسانیت کے لیے ایک ایسی فکر اور سوچ دے سکتے ہیں جو واقعی صورتِ حال کا حصہ ہو اور جس میں مختلف اقدار اور ایک دوسرے کی مذہبی روایات کا احترام موجود ہو۔ یہ ایسی فکر اور سوچ ہوگی جِس کے دکھائے ہوئے راستے پر چل کر ایسا معاشرہ تعمیر کیا جا سکے گا، جِس میں مرد و زن باہم امن و امان کے ساتھ زندگی گزار سکیں گے۔ ایک ایسا انسانیت دوست معاشرہ جنم لے گا جِس میں وسائلِ حیات کی منصفانہ تقسیم، جمہوری اقدار، ہر سطح پر باہمی شرکت، رواداری، باہمی احترام اور قبولیت موجود ہوگی۔ یہ ایک ایسا معاشرہ ہوگا جِس میں سب کی فلاح و بہبود پیشِ نظر ہوگی، سارے بنی نوع انسان کی خدمت اور خدا کے بندوں کا احترام اِس کا مقصد ہوگا۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ماضی میں اپنے اپنے مذہب کے بلند نصب العین پر ہم پورے نہیں اُترے۔ ہمیں اپنی اپنی مذہبی فکر کی محدودیت کا احساس ہے، مستقبل میں ناکامیوں پر قابو پانے کے لیے ہم اپنی اس شدید ترین خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ کم از کم ہم، مسیحی اور مسلمان، اپنے مذاہب کی بے پناہ ثروت سے استفادہ کریں گے اور معاشرے کو ایسی مثبت اور دور رس اقدار سے بھر دیں گے جو بنی نوع انسان کی خواہش ہو سکتی ہیں۔

ہم لوگوں کی خواہش ہوگی کہ خوبصورت خاندانی زندگی گزاریں۔ ہر سطح پر سماجی انصاف پر زور دیں۔ انسانی حقوق کے لیے کام کریں اور معاصر چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے ایک ذریعے کے طور پر مکالمہ بین المذاہب کو فروغ دیں۔

ہماری خواہش ہے کہ بین المذاہب مکالمہ جاری رکھنے کے لیے ہم ایک مشترک لائحہ عمل کو فروغ دیں اور مسائل کے حل کے لیے تمام مذاہب کے امن دوست اور روادار لوگوں پر مشتمل ایک مستقل تنظیم قائم کریں۔ مسائل حل کرنے کے لیے تمام مذاہب کے نامور افراد پر مشتمل ایک کمیٹی ہو۔ ہماری یہ بھی خواہش ہے کہ افہام و تفہیم اور مصالحت کے لیے مختلف مذاہب کے نامور، بے لوث مذہبی رہنماؤں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ معاشرے میں ہم خود مثال بن سکیں اور اپنے عمل سے اپنے نصب العین کی شہادت دیں، ایسے لوگ بنیں جو عدل و انصاف اور بالخصوص معاشرے کے پسے ہوئے لوگوں، جن میں عورتیں اور مذہبی اقلیتیں شامل ہیں، کے لیے اقدام کریں۔ ہم مسائل کے طویل المیعاد اور مستقل حل کے لیے کام کریں گے، بالخصوص تعلیم کے میدان میں ایسے نصابات اور زاویہ ہائے نظر کے ساتھ جو بین المذاہب مکالمے کی روح سے ہم آہنگ ہوں گے۔ تعلیم

واضح اقدار پر مبنی ہوگی جو امن و محبت، رواداری اور انصاف کے لیے سب کے درمیان برادرانہ لگاؤ کو فروغ دے گی۔

ہماری خواہش ہے کہ قلبی محبت سے جنم لینے والے مکالمے کو فروغ دیں جو سب کی بہتری کے لیے زندگی کا مکالمہ بن سکے۔

پاکستان: اوّلین "کرسچین یونیورسٹی" کے لیے منصوبہ بندی کرلی گئی ہے۔

مسیحی مدرّسین، چرچ رہنماؤں اور غیر ملکی ماہرین کے ایک مشاورتی اجلاس (لاہور: ۱۴-۱۶ نومبر ۱۹۹۶ء) میں پاکستان کی اوّلین "کرسچین یونیورسٹی" قائم کرنے کے لیے ایک یادداشت پر دستخط کیے گئے ہیں۔ اجلاس کی صدارت حال ہی میں غیر قومیائے گئے "کینرڈ کالج فار ویمن" کی پرنسپل میرا فیلبوس نے کی۔

یادداشت کے مطابق صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں یونیورسٹی کے پانچ کیمپس ہوں گے جو بالترتیب سائنس و ٹیکنالوجی، نرسنگ و میڈیکل سائنس، کاروبار و تجارت، زراعت اور تربیّتِ اساتذہ کے شعبوں میں تعلیمی سہولتیں فراہم کریں گے۔

سائنس و ٹیکنالوجی اور نرسنگ کے شعبے ٹیکنیکل سکول - گوجرانوالہ اور مشن ہسپتال سیالکوٹ میں کھولے جائیں گے جو پہلے سے ان شعبوں میں تعلیمی اور فنی سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔ باقی تین شعبے بالکل نئے ہوں گے۔

مشاورتی اجلاس میں ماہرین کا ایک پینل بنانے پر بھی غور کیا گیا جو یونیورسٹی کے بارے میں رپورٹ مرتب کرے گا۔ کوریا سے تعلق رکھنے والے وان سوئی لی نے جنوبی کوریا میں قائم کرسچین یونیورسٹیوں کے تجربے کی روشنی میں اجلاس کے دوسرے شرکاء کو مشورے دیے۔

مجوّزہ یونیورسٹی کے قیام کی تجویز اور ارادہ امریکن پریسبٹرین چرچز کی جانب سے سامنے آیا ہے جو پنجاب میں تعلیمی خدمات کے حوالے سے اوّلین ادارے قائم کرنے والوں میں شامل ہیں اور اطلاعات کے مطابق مجوّزہ یونیورسٹی کے لیے زیادہ تر مالی وسائل وہی مہیا کریں گے۔ تقریباً ایک صدی پہلے پریسبٹرین مسیحیوں نے راولپنڈی میں گورڈن کالج، لاہور میں فورمین کرسچین کالج اور سیالکوٹ میں مرے کالج قائم کیا تھا۔ آخر الذکر میں پاکستان کے قومی شاعر علامہ محمد اقبال نے ابتدائی تعلیم حاصل کی تھی۔ یہ تینوں کالج ۱۹۷۲ء میں [نجی شعبے میں کام کرنے والے دوسرے تعلیمی اداروں کے ساتھ]